٣٦٢/٢/٣٥
٣/٨

١٣٥/١٧٣

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترمین مفتیانِ کرام ومشائخ عظام دریافت یہ کرنا ہے کہ

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی تو وہ رات کا وقت تھا یا دن کا وقت تھا؟ صحیح البخاری (کتاب المناقب، باب: ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی روایت کے مطابق تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دن کا وقت تھا، جب کہ مشہور ومعروف یہ ہے کہ رات کا وقت تھا، مکہ کے سو سردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا محاصرہ کیے کھڑے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلایا، باہر نکلے، کفار کی بینائی اللہ نے سلب کرلی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر مٹی ڈالتے نکل گئے۔

واقعے کی معتبر تفصیل مطلوب ہے۔ امید ہے کہ راہنمائی فرمائیں گے۔

المستفتی:

محمد اسماعیل، کراچی
بمعرفت مفتی راشد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

واقعہ کی معتبر تفصیل وہی ہے جو کہ مشہور ومعروف ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے رات کو ہجرت کا آغاز فرمایا، رات کے درمیانی حصہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بستر مبارک پر سونے کا حکم ارشاد فرماکر کفار "جنہوں نے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا" کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے، پھر وہاں سے "غارِ ثور" کی طرف روانہ ہوئے۔

بخاری شریف کی جس روایت میں دوپہر کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جانے کا ذکر ہے، تو یہ ہجرت سے دو تین دن قبل کا واقعہ ہے اور اس کا مقصد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہجرت کی اطلاع دینا اور اس کا طریقہ کار طے کرنا تھا۔

(جاری ہے)
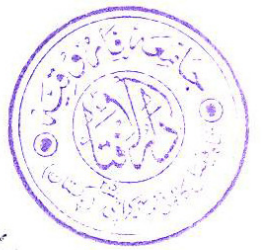
نیز اگر دو تین دن قبل کا یہ واقعہ نہ ہو تب بھی بخاری شریف کی روایت سے دن کے وقت ہجرت کرنے پر استدلال درست نہیں، کیونکہ بخاری شریف کی جو روایت ہے اس کے الفاظ یہ ہیں "ثم لحق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وأبوبکر بغار في جبل ثور" اور یہ بات معلوم ہیکہ "ثم" تراخی کیلئے آتا ہے، لہذا جو واقعہ مشہور و معروف ہے وہی صحیح ہے۔

لما في عمدة القاري:

"قال العلامة العيني رحمه الله: الذي يفهم من كلام ابن إسحاق كان خروجه بالليل ...... فلما كانت عتمة الليل، اجتمعوا على بابه يرصدونه حتى ينام فيثبون عليه، فلما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم مكانهم قال لعلي بن أبي طالب رضي الله عنه، نم على فراشي، فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم حفنة من تراب في يده فجعل ينثره على رؤسهم وهو يتلو هذه الآيات: "يس والقرآن الحكيم" إلى قوله: "فهم لا يبصرون" (يس:١-٩) ولم يبق منهم أحد إلا وقد وضع على رأسه تراب ثم انصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم".

(باب هجرة النبي صلى الله عليه وسلم: ٦٥/١٧، دار الكتب العلمية)

وفي فتح الباري:

قال ابن حجر رحمه الله: وذكر أحمد من حديث ابن عباس بإسناد حسن في قوله تعالى: "وإذ يمكر بك الذين كفروا" الآية قال: تشاورت قريش ليلة بمكة ... فأطلع الله =

(جاری ہے)

= نبيه على ذلك، فبات علي على فراش النبي صلى الله عليه وسلم

تلك الليلة، وخرج النبي صلى الله عليه وسلم حتى لحق بالغار."

(باب مناقب الأنصار: ٣٠٠/٧، طبع قديمي).

"قال العلامة الحلبي رحمه الله: إن مجيئه صلى الله عليه وسلم

ظهراً كان قبل تلك الليلة، وأيضاً قال: قالت عائشة

رضي الله عنها: «ثم لحق رسول الله صلى الله عليه وسلم

وأبو بكر بغار في جبل ثور» أي ليلاً."

(السيرة الحلبية: باب عرض رسول الله صلى الله عليه وسلم نفسه على القبائل،

٣٦-٣٩/٢، طبع: دار الكتب العلمية).

وفي الطبقات الكبرى لابن سعد:

"وصار رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى منزل أبي بكر

فكان فيه إلى الليل، ثم خرج هو وأبو بكر فمضيا إلى غار ثور"

(ذكر خروج رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر إلخ، ٢٢٨/١، دار صادر).

"وثم للتراخي بمنزلة ما لو سكت ثم استأنف."

وقال المحشي رحمه الله: قال: التراخي، أي تراخي وجود

المعطوف عن المعطوف عليه."

(نور الأنوار مع قمر الأقمار: ص١٢٠، ايج ايم سعيد) فقط.

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبه: محمد آصف كشميري

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

٢٠١٥/٥/٢٩/٣٦/٨/١١هـ

الجواب صحيح

١١/٨/٣٦هـ

الجواب صحيح

١١/٨/١٤٣٦هـ